جان سے قیمتی (۲)

اشتیاق احمد

''مان جاؤ میری بات! ورنہ تمہارے ساتھ اچھا نہیں ہوگا، میں تمہارے دو ٹکڑے کروا دوں گا۔'' بادشاہ نے اسے دھمکی دی۔

راہب نے پھر انکار کیا اور کہا: ''یہ نہیں ہوسکتا۔''

اب بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا: ''آرا لاؤ''۔

وہ ایک بڑا آرا لے آئے۔ آرا راہب کے سر پر رکھا گیا۔ بادشاہ نے اس حالت میں اس سے پوچھا:

''اللہ کا انکار کرتے ہو یا دو ٹکڑے کروا دوں!''

راہب نے پھر یہی کہا: ''یہ نہیں ہوسکتا۔''

بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا: ''اس کے دو ٹکڑے کر دو۔''

انہوں نے آرا چلا دیا۔ راہب کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس کے بعد بادشاہ نے اس وزیر کو بلایا اور اس سے کہا:

''تم اس راہب کے دو ٹکڑے دیکھ رہے ہو۔ تمہارا بھی یہی حال ہوگا، اپنے دین سے باز آ جاؤ۔''

وزیر نے انکار میں سر ہلایا اور بولا: ''اے بادشاہ! یہ تو نہیں ہوسکتا۔''

”تب پھر تُو بھی دو ٹکڑے ہونے کے لیے تیار ہو جا۔“

”جو تُو کر سکتا ہے، کر لے۔ اللہ کا انکار نہیں ہو سکتا۔ میں اعلان کرتا رہوں گا: اللہ ایک ہے، اللہ کا کوئی بیٹا نہیں، نہ وہ کسی کی اولاد ہے، کوئی اس کے برابر کا نہیں۔“

”اس کے سر پر بھی آرا رکھ دو۔“ بادشاہ نے حکم دیا۔

سپاہیوں نے اس کے سر پر آرا رکھ دیا... بادشاہ نے پھر اس سے کہا:

”اب بھی وقت ہے، سوچ لو، ورنہ آرا چل جائے گا۔“

”کوئی پروا نہیں۔“ وزیر نے جواب دیا۔

”تم اس راہب کی لاش کو نہیں دیکھ رہے؟“ بادشاہ نے جھلاّ کر کہا۔

”دیکھ رہا ہوں۔ تُو اپنا کام کر گزر، میرا اللہ مالک ہے۔“

بادشاہ آگ بگولا ہو گیا۔ اس نے چیخ کر حکم دیا:

”اس کے بھی دو ٹکڑے کر دو۔“

سپاہیوں نے آرا چلا دیا، اس کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے۔ اب بادشاہ نے حکم دیا: ”اس لڑکے کو حاضر کرو۔“

لڑکے کو وہاں لایا گیا۔ بادشاہ بولا:

”اب تُو بتا، تُو کیا کہتا ہے؟ ان دو لاشوں کو دیکھ لے، اگر تُو نے اپنا دین نہ بدلا، راہب کی دی ہوئی تعلیم کا انکار نہ کیا، اللہ کو ماننے سے انکار نہ کیا تو تیرا انجام ان سے بھی زیادہ بھیانک ہو گا۔“

لڑکا مسکرایا اور بے خوف ہو کر بولا:

”یہ تو نہیں ہو سکتا۔“

”تب پھر مرنے کے لیے تیار ہو جا۔“ بادشاہ بولا۔

”زندگی اور موت تیرے ہاتھ میں نہیں... صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔“ لڑکے نے جواب دیا۔

”ابھی پتا چل جائے گا، کس کے ہاتھ میں ہے۔ پکڑ لو اسے اور پہاڑ کی چوٹی پر لے جاؤ، چوٹی پر کھڑا کر کے اس سے پوچھو، اگر یہ اللہ کا انکار کر دے تو ٹھیک ہے، ورنہ اسے پہاڑ سے نیچے گرا دینا۔“

سپاہیوں نے سر جھکا کر کہا: ”جو حکم بادشاہ سلامت!“

اب سپاہی لڑکے کو زنجیروں میں جکڑ کر لے چلے۔ بے شمار لوگ یہ تماشا دیکھنے کے لیے پیچھے ہو لیے۔ لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جایا گیا۔ وہاں پہنچ کر زنجیریں کھول دی گئیں۔ پوچھا گیا:

”اب بھی وقت ہے، اپنے دین کا انکار کر دے۔“

لڑکے نے پُر سکون آواز میں جواب دیا:

”میں اپنے دین سے نہیں پھروں گا۔ تم سے جو ہوتا ہے، کر گزرو۔“ ساتھ ہی لڑکے نے اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کی:

”الٰہی! مجھے ان کے شر سے بچا، جیسے تُو بچانا چاہے۔“

اس کا اِن الفاظ میں دعا کرنا تھا کہ پہاڑ لرزنے لگا اور اس قدر زور سے لرزا کہ بادشاہ کے سپاہیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ وہ گرے اور نیچے لڑھکتے چلے گئے۔ لڑکے کے پاس کوئی ایک

بھی نہ ٹھیر سکا۔

پیچھے آنے والے لوگوں نے اس منظر کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔لڑکا پہاڑ سے اترا اور بادشاہ کی طرف چل پڑا۔جلد ہی وہ دربار تک پہنچ گیا۔بادشاہ اسے دیکھ کر بہت زور سے اچھلا۔ مارے حیرت کے اس کا برا حال ہو گیا۔

''یہ کیا!تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟وہ سپاہی کہاں ہیں جو تمہیں لے گئے تھے؟''

''یہ سب اللہ کی مہربانی ہے،اس نے مجھے بچالیا اور انہیں پہاڑ سے نیچے دھکیل دیا۔''

''یہ...یہ کیسے ہوسکتا ہے؟''بادشاہ نے حیران ہو کر کہا۔

''باہر بے شمار لوگ موجود ہیں،ان سے پوچھ لیں۔'' لڑکا بولا۔

بادشاہ نے لوگوں سے اس واقعے کی تصدیق کی،انہوں نے ساری بات بتادی۔بادشاہ اور طیش میں آ گیا۔اُس نے گرج دار آواز میں کہا:

''اس لڑکے کو پکڑ لو،ایک کشتی پر بٹھا کر دریا میں لے جاؤ۔جب دریا کے بیچ میں پہنچو تو اس سے پوچھو،اگر یہ دین سے پھر جائے تو ٹھیک،ورنہ اسے پانی میں پھینک دینا۔''

سپاہیوں نے اسے پکڑ لیا اور دریا کی طرف لے چلے،لوگ ایک بار پھر پیچھے ہو لیے۔دریا کے کنارے پہنچ کر اسے ایک بڑی کشتی میں سوار کیا گیا۔بادشاہ کے سپاہی بھی کشتی میں بیٹھ گئے اور چپو چلانے شروع کیے،یہاں تک کہ کشتی دریا کے بیچ میں پہنچ گئی۔اب سپاہیوں نے اس سے کہا:

''لڑکے!اگر جان بچانا چاہتا ہے تو اپنے دین سے اب بھی باز آ جا،ورنہ ہم تجھے دریا میں گرا دیں گے اور تُو ڈوب کر مر جائے گا۔''

لڑکا مسکرایا اور بولا: ''یہ نہیں ہوسکتا... تم سے جو ہوتا ہے کر گزرو۔'' پھر اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: ''اے اللہ! مجھے ان کے شر سے بچا جس طرح تُو چاہے۔''

اس کا یہ دعا کرنا تھا کہ کشتی الٹ گئی۔ تمام سپاہی دریا میں ڈوب گئے اور لڑکا محفوظ رہا، وہ نہ ڈوبا۔ پانی کی لہروں نے اسے دریا کے کنارے پر پہنچا دیا۔

اب تو لوگوں کی حیرت کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ لڑکا پھر بادشاہ کی طرف چل دیا۔ وہ بادشاہ کے دربار میں داخل ہوا تو مارے حیرت اور غصے کے بادشاہ کا برا حال ہوگیا۔ وہ پکارا اٹھا:

''یہ کیا... تُو پھر لوٹ آیا... اور میرے سپاہی کیا پھر مارے گئے؟''

''ہاں! وہ دریا میں ڈوب گئے، مجھے میرے اللہ نے بچا لیا۔''

بادشاہ سکتے میں آگیا۔ اسے کچھ سُجھائی نہیں دے رہا تھا کہ اس لڑکے کو کس طرح ہلاک کرے۔

لڑکا خود ہی بولا: ''اے بادشاہ! تُو مجھے ہلاک نہیں کرسکتا۔ اگر تُو مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس کی بس ایک ہی صورت ہے۔''

''اوہ... وہ کیا؟'' بادشاہ نے فوراً پوچھا۔

لڑکا مسکرایا اور کہنے لگا: ''تُو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرلے۔ اس میدان میں ایک طرف لکڑی گاڑ دے۔ مجھے اس لکڑی کے ساتھ بندھوا دے، پھر میرے ترکش (تیر رکھنے کا خول) میں سے ایک تیر لے لے، اس تیر کو کمان میں چڑھا کر پھر یہ الفاظ کہہ:

''اللہ کے نام سے یہ تیر مارتا ہوں جو اس لڑکے کا مالک ہے۔''

اگر تُو ان الفاظ کے ساتھ تیر مارے گا تو میں مر جاؤں گا، ورنہ تُو مجھے ہلاک نہیں کر سکے گا، چاہے تُو کچھ بھی کر لے۔ اگر مجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو ایسا کر۔“

بادشاہ نے سب لوگوں کو کھلے میدان میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب سب جمع ہو گئے تو لڑکے کو لایا گیا، اسے ایک لکڑی کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ اب بادشاہ نے تیر لیا، اور اس کو کمان میں چڑھایا، پھر یہ الفاظ ادا کیے:

”اللہ کے نام سے میں یہ تیر لڑکے کو مارتا ہوں، جو اس کا مالک ہے۔“

یہ الفاظ سب لوگوں نے سنے، پھر بادشاہ نے تیر کھینچا اور لڑکے پر چلا دیا۔ تیر لڑکے کی کن پٹی پر لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ تیر کے مقام پر رکھا اور مر گیا۔

تمام لوگوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو پکار اٹھے:

”ہم تو اس لڑکے کے مالک پر ایمان لے آئے...“

بادشاہ کے درباریوں میں سے ایک نے کہا: ”اے بادشاہ! تُو اسی بات سے ڈرتا تھا نا کہ کہیں لوگ اللہ پر ایمان نہ لے آئیں، وہی ہو گیا، تیری ساری تدبیریں الٹ ہو گئیں... یہ سب لوگ اللہ پر ایمان لے آئے۔“

بادشاہ اور آگ بگولا ہوا۔ اس نے بلند آواز میں حکم دیا:

”راستوں کے ناکوں پر خندقیں کھودی جائیں، ان خندقوں میں خوب آگ بھڑکائی جائے اور ان سب کو ان خندقوں میں دھکیل دیا جائے۔“

”جو حکم“ درباری بولے۔

سب لوگوں کو پکڑ لیا گیا۔ پھر خندقیں کھودی گئیں۔ ان میں خوب آگ بھڑکائی گئی۔ اب اعلان کیا گیا:

''جو شخص اس دین سے نہ پھرے، اسے خندقوں میں گرا دیا جائے، اور جو پھر جانے کا اقرار کرے، یعنی جو اعلان کرے کہ میں اللہ کو نہیں مانتا، اسے آگ میں نہ گرایا جائے۔ انکار کرنے والوں سے کہا جائے، وہ خود ہی آگ میں کود جائیں۔''

بادشاہ کی ہدایت کے مطابق یہ اعلان کیا گیا۔ لوگوں نے اس اعلان کو سنا تو خود ہی خندقوں میں کودنے لگے، پھر کودتے چلے گئے۔ کسی ایک نے بھی ہچکچاہٹ نہ دکھائی۔ صرف ایک عورت ایسی تھی جو رک گئی۔ قدرے ڈر گئی۔ اس کی گود میں دودھ پیتا ایک بچہ تھا، شاید وہ اس بچے کی وجہ سے ہی قدرے ڈگمگائی تھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس دودھ پیتے بچے کو بولنے کی طاقت عطا فرمائی۔ بچے نے فوراً کہا:

''اے ماں! تُو نہ ڈر، تُو سچے دین پر ہے تو ڈر کیسا! صبر کر۔ جب اس دین پر مرنے کی صورت میں چین ہی چین ہے، آرام ہی آرام ہے تو ڈر کیسا...!''

عورت نے جب اپنے دودھ پیتے بچے کو بولتے سنا تو اس کا خوف بھی دور ہو گیا۔ اس نے بچے سمیت آگ میں چھلانگ لگا دی۔ تمام کے تمام لوگ آگ کی خندقوں میں کود گئے۔ کوئی ایک بھی نہ بچا جو دین سے پھر گیا ہو۔

یہ واقعہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے۔ یاد رہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام نبی اسلام ہی کی تعلیم دیتے آئے تھے۔ اس لیے یہ تمام لوگ

مسلمان تھے۔ یہ بعد کے عیسائیوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں، بلکہ اللہ کا رسول ہی مانتے تھے۔ یہ قصہ ہے ایمان پر مر مٹنے والوں کا، سچے دین کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ دینے والوں کا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ایمان جان سے بھی زیادہ قیمتی شے ہے۔ ایسی قیمتی کہ جس پر سب کچھ قربان کیا جا سکتا ہے۔ (بشکریہ: روزنامہ جسارت)

(Jasarat Magazine, January 13, 2013)

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]